112092-کیا توبہ سے قبل تعلقات رکھنے والی بیوی کو طلاق دینے پر گناہ ہوگا؟

سوال

میں نوجوان ہوں اور تین برس قبل میں نے اپنے سے ایک برس چھوٹی بیوی سے شادی کی، الحمد للہ میری اس سے دو برس کی بیٹی بھی ہے، مشکل یہ ہے کہ ہمارے درمیان ابھی تک سمجھوتہ نہیں ہے، ہمارا ہمیشہ آپس میں تصادم ہی رہتا ہے کیونکہ وہ بہت غصہ والی ہے، اور اکثر اسے کوئی چیز پسند نہیں آتی اور پھر وہ بہت زیادہ شکوی شکایت کرنے والی بھی ہے، اور میرے گھر والوں کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرتی.

اس پر مستزاد یہ کہ مجھے اس کے ماضی میں شک ہے وہ شادی سے قبل یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے عرصہ میں سگرٹ نوشی کرتی اور نائٹ کلب جانے والوں میں شامل تھی، اس نے شادی سے قبل میرے سامنے اس کا اعتراف بھی کیا تھا، اور یقین کے ساتھ کہنے لگی کہ ان امور سے تجاوز نہیں ہوا.

لیکن ایک برس قبل اچانک مجھے اس کے ذاتی کاغذات میں سے ایک میڈیکل سر ٹیفکیٹ ملا (اس کی تاریخ شادی سے ایک برس قبل کی ہے) جس میں اسے کنوارہ ثابت کیا گیا ہے، میں نے اسے اس کے بارہ میں دریافت کیا اور اس سے اس سر ٹیفکیٹ حاصل کرنے کی وجہ دریافت کی کہ اگر وہ اپنے کنوارہ ہونے میں شک نہیں رکھتی تھی تو پھر وہ ڈاکٹر سے یہ رپورٹ لینے کیوں گئی؟

اس نے جواب دیا: کہ اس کی کچھ سہیلوں نے یہ کہا کہ ایسا کرنا روٹین کی بات ہے جو لڑکی اس لیے کرتی ہے کہ کہیں رخصتی کی رات کچھ خاوند حضرات مشکل کھڑی کر دیتے ہیں اس سے بچنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے، لیکن میں مطمئن نہ ہوا، حالانکہ مجھے اس کے کنوارہ ہونے کا یقین تھا لیکن اس کے باوجود میں شک میں پڑا رہا.

آپس میں مشکلات کی کثرت اور سمجھوتے میں صعوبت ہونے کے ساتھ ساتھ شک کی بنا پر میں حقیقی طور پر اسے طلاق دینے کے بارہ میں سوچنے لگا تا کہ فتنہ و خرابی سے اجتناب کر سکوں اور اپنے اور اس پر رحم کروں.

میرا سوال یہ ہے کہ: کیا ہر حال میں طلاق حرام ہے یا حلال، اور اگر اس حالت میں طلاق دیتا ہوں تو کیا گنہگار شمار کیا جاؤنگا؟

برائے مہربانی شافی جواب سے نوازیں، اور آپ کے وسعت صدر سے سوال قبول کرنے پر آپ کا شکریہ.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

اول:

اصل میں طلاق مقصود شریعت کے خلاف ہے، کیونکہ شریعت تو چاہتی ہے کہ خاوند اور بیوی آپس میں محبت والفت کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہیں، اور پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے اس الفت ومحبت کو لوگوں پر بطور احسان اور نعمت ذکر کیا ہے، اور اسے اللہ سبحانہ وتعالی کی نشانیوں میں بنایا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس شادی کے نتیجہ میں اولاد کا حصول بھی ہوتا ہے.

شرعی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی اور تفریق جادوگروں کے قبیح ترین افعال میں شامل ہوتا ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی نے جادوگروں کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

.{چنانچہ ان دونوں سے وہ ایسی چیز سیکھتے ہیں جو خاوند اور اس کی بیوی کے مابین جدائی ڈال دیتی ہے}.البقرۃ.

اور پھر یہ عمل تو شیطانوں کے عظیم افعال میں شامل ہوتا ہے جس سے وہ ابلیس کا قرب حاصل کرتے ہیں.

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بلاشبہ ابلیس اپنا تخت پانی پر لگاتا اور پھر اپنے لشکر کو بھیجتا ہے، اور ان میں شیطان کے سب سے زیادہ قریب مقام اور مرتبہ والا شیطان وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا اور عظیم فتنہ بپا کرنے والا ہو، ان میں سے ایک شیطان آکر کہتا ہے، میں نے یہ کیا اور یہ کیا، تو ابلیس کہتا ہے: تم نے کچھ بھی نہیں کیا، اور ایک شیطان آکر کہتا ہے میں نے اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں کرا دی، ابلیس اسے اپنے قریب کرتا اور کہتا ہے ہاں تم نے کام کیا ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (2813).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اصل میں طلاق ممنوع ہے، یہ تو صرف بقدر ضرورت اور حاجت مباح کی گئی ہے" اھ

دیکھیں: مجموع الفتاوی (81/33).

لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ طلاق ممنوع یا حرام ہے بلکہ بعض اوقات طلاق واجب ہو جاتی ہے اور بعض اوقات مستحب یا پھر مباح یا مکروہ.

کچھ حالات میں طلاق واجب ہو جاتی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

اگر طلاق کا کوئی ایسا سبب ہو جس کی بنا پر ازدواجی زندگی تباہ ہو رہی ہو، مثلا بیوی کا اپنی عزت وشرف کی حفاظت میں سستی و کاہلی سے کام لینا.

یا پھر آپس میں اختلافات ہونے کی صورت میں آپس میں اصلاح کی صورت نکلنا ناممکن ہو اور اس کی اصلاح سے عاجز ہو جائے.

یا پھر خاوند میں کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہو جس کی بنا پر ازدواجی زندگی بسر کرنا مشکل ہو یعنی وہ عیب ازدواجی زندگی میں حائل ہو جائے اور ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے جا سکیں، مثلا خاوند بانجھ ہو، اور بیوی عفت وعصمت چاہتی ہو.

ان حالات میں طلاق واجب ہو جائیگی، اور اسی طرح اگر خاوند اپنی بیوی کو اچھے طریقہ سے نہیں رکھتا اور اللہ تعالی نے اس پر جو بیوی کے حقوق واجب کیے ہیں انکی ادائیگی نہیں کرتا تو بھی طلاق واجب ہو جائیگی.

اور طلاق کئی حالت میں مستحب ہوتی ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

اگر طلاق کا سبب اور باعث بیوی کا برا اخلاق ہو، اور بیوی اپنے خاوند کو تکلیف و اذیت سے دوچار کرتی ہو، یا پھر خاوند کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو زبانی یا بالفعل اذیت دینے کا باعث بنتی ہو، یا پھر طلاق کا سبب بیوی کا خاوند سے نفرت کرنا ہو.

اور طلاق مباح ان حالات میں ہوگی :

خاوند اس بیوی کے علاوہ کسی دوسری بیوی سے شادی کرنا چاہتا ہو اور ایک سے زائد بیوی رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو پہلی بیوی کو طلاق دینا مباح ہے، یا پھر طبعیت میں نفرت ہو جائے.

طلاق مکروہ ان حالات میں ہوگی :

اگر بیوی کی حالت اور اخلاق صحیح ہے، اور ان کی الاد بھی ہے جن کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو، یا پھر بیوی اپنے ملک اور علاقے سے دور اور اجنبی ہو.

دوم :

عزیز بھائی : ہمیں تو آپ پر بہت تعجب ہوا ہے کہ آپ کا کہنا ہے :

آپ کی بیوی نے اعتراف کیا ہے کہ وہ شادی سے قبل نائٹ کلب جاتی رہی ہے، اور اس کی توبہ کرنے کے بعد آپ نے اسے قبول کر لیا، اور پھر آپ کو جب اس کے کنوارہ ہونے کا سر ٹیفکیٹ نظر آیا تو آپ اس سے ناراض ہو رہے ہیں!

بلکہ اس سے تو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس کی بات صحیح ہے کہ وہ بڑی فحاشی کے کام میں نہیں پڑی، اور وہ اس میں بھی سچی ہو سکتی ہے کہ اس نے تو اپنا چیک صرف اس لیے کرایا تاکہ سہاگ رات وہ اپنا کنوارہ پن ثابت کر سکے.

بہر حال : اگر آپ نے اس کی توبہ اور اس کی بات کو قبول کر لیا ہے کہ اس نے اپنی جاہلیت کو پیچھے پھینک دیا اور توبہ کر لی ہے تو پھر سر ٹیفکیٹ دیکھ کر آپ کا نظریہ تبدیل نہیں ہونا چاہیے، جس کے بارہ میں ہم سب سے بری حالت میں یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسع رصہ میں فساد و فتنہ اور غلط جگہوں پر جانے والوں میں شامل رہی ہے.

اور اگر آپ کو اب بھی اس کی توبہ اور سچائی میں شک ہے اور رہے گا، اور آپ دیکھتے ہیں کہ آپ اس کے ساتھ صحیح طرح نہیں رہ سکتے، اور اس کے ساتھ رہتے ہوئے شک آپ کو تنگ کرتا رہے گا، خاص کر خاندانی مشکلات کی موجودگی میں، اس صورت میں ہماری رائے تو آپ کو یہی ہے کہ آپ اسے طلاق دے دیں اور اس سے اچھا سلوک کریں، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے آپ کو حکم دیا ہے :

.{یا تو اچھی طرح رکھو، یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑ دو}.البقرۃ(229).

ہماری اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ دونوں کو اپنی وسعت و فضل سے غنی کر دے، اور آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے، اور اسے بھی آپ سے بہتر خاوند عطا کر کے نعم البدل سے نوازے.

واللہ اعلم.